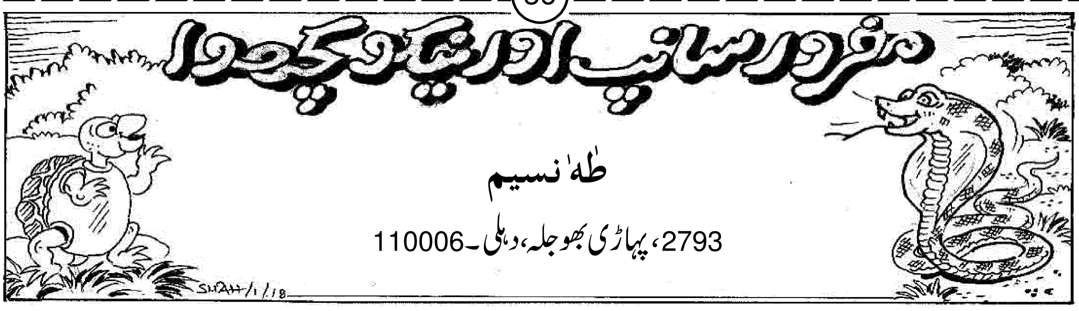

مغرور سانپ اور نیک کچھوا

طٰہٰ نسیم

2793، پہاڑی بھوجلہ، دہلی۔110006

کالیہ ایک بارہ فٹ لمبا اژدہا تھا۔اس کی کینچلی سیاہ اور چمکدار تھی۔جس وقت وہ اپنا پھن پھیلاتا تو ایک فٹ چوڑا ہو جاتا۔اس کی پھنکار سے شیر، چیتے اور ہاتھی تک ڈرتے تھے۔ وہ چھوٹے ہرنوں، گیدڑوں، لومڑیوں اور خرگوشوں کو اپنی کنڈلی میں لپیٹ کر ہڈی پسلی توڑ ڈالتا اور نگل جاتا۔پورے جنگل میں اس کی دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ وہ دریا میں تیر سکتا تھا۔وہ درختوں پر آسانی سے چڑھ جاتا۔ پرندوں کے گھونسلے توڑ کر ان کے انڈے، بچے بھی کھا جاتا۔

اسے اپنی طاقت اور بڑے پن پر بڑا ناز تھا۔ اس کے ساتھی اسے کنگ کوبرا کہہ کر پکارتے تھے۔ جب وہ اپنی تعریف سنتا تو خوشی سے اپنا پھن پھیلا لیتا اور خوب ہوا میں لہراتا۔

ٹھنڈے خون والا جانور ہونے کے سبب اسے سردیوں میں کئی گھنٹے دھوپ میں بیٹھنا پڑتا۔ دھوپ سے اس کے جسم میں حرارت پیدا ہوتی اور یہی حرارت توانائی میں بدل جاتی اور کالیہ اژدہا شکار پر نکل جاتا۔ایک دن وہ چٹان پر بیٹھا دھوپ سینک رہا تھا کہ اسے ایک کچھوا نظر آیا جو چٹان کے آس پاس اُگی نرم نرم گھاس کی پتیاں کھا رہا تھا۔اس کچھوے کا نام نیکو تھا۔ کالیہ کو شرارت سوجھی اور اس نے نیکو کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہا۔ ”اے کچھوے تجھے کبھی اپنے وجود پر شرم نہیں آتی۔ اتنی موٹی اوندھے توے جیسی کمر اس میں سے چار بے ڈھنگے پاؤں اور ایک بھدّی کھوپڑی نکلی ہوئی۔ میں جب بھی تجھے دیکھتا ہوں تو کام لگا ہوتا ہے۔ ہر وقت اپنے پچھلے پاؤں سے مٹی کھود کھود کر بل بناتا رہتا ہے۔“

نیکو کچھوا انتہائی متانت سے بولا۔”بھائی کالیہ کام میں بھلائی ہے۔ مجھے تو محنت کرنا اچھا لگتا ہے اگر چہ میں چھوٹا ہوں دھیرے دھیرے کام کرتا ہوں لیکن ہر وقت کام میں مصروف رہتا ہوں۔ میرے اس جنگل میں پانچ بل ہیں۔“

اژدہے نے ہنستے ہوئے کہا: ”ارے بے وقوف تو اکیلا ہے اور پانچ پانچ بل تو نے بنا رکھے ہیں۔میں نے تجھ جیسا احمق آج تک نہیں دیکھا۔“

نیکو بولا:”جناب! ان سبھی بلوں میں کوئی نہ کوئی جانور خطرے کے وقت پناہ لیتا ہے اور مجھے دعائیں دیتا ہے۔میں جنگل کے جس حصّے میں بھی ہوں رات

تو اپنے بل ہی میں گزارتا ہوں۔ اس بل میں رہنے والے جانور بھی جانتے ہیں کہ وہ بل میرا ہے وہ بھی مجھے کبھی وہاں رکنے سے منع نہیں کرتے۔

کالیہ نے بڑی حقارت سے کہا: ''ارے کچھوے! مجھے دیکھ میری لمبائی بارہ فٹ ہے اور وزن تریسٹھ کلو۔ میری پکڑ اتنی مضبوط ہے کہ جانور کو لپیٹ کر ہڈی پسلی ایک کر دیتا ہوں اور ثابت ہی نگل جاتا ہوں۔ میرا ایک بوند زہر ہی دس بارہ آدمیوں کا کام تمام کر دیتا ہے۔ ہاتھی اور شیر بھی مجھے دیکھ کر

ہے۔ نہ تو جوانی ہمیشہ رہتی ہے نہ ہی طاقت۔ کسی بھی جاندار کو اپنی طاقت اور بڑے پن پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

کچھوے کی بات سن کر اژدہے نے بڑی حقارت سے ہونہہ کہا اور آنکھیں بند کر کے گرم چٹان پر منہ رکھ لیا۔

ادھر گھاس کھا کر کچھوے کے جسم میں ذرا جان آئی تو وہ اپنے بل کا سوراخ بڑا کرنے میں مصروف ہو گیا اور شام تک کھدائی کرتا رہا۔

راستہ بدل دیتے ہیں۔ کیونکہ میں کاٹ کر ہی جسم میں زہر نہیں پھیلاتا بلکہ زہر کی پچکاری مار کر کسی کو اندھا بھی کر سکتا ہوں۔ رات کو جس کے بل میں گھس جاؤں وہ بل چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ دل چاہتا ہے تو درخت پر چڑھ کر سو جاتا ہوں یا کسی بڑی چٹان کی اوٹ میں آرام سے سوتا ہوں میں تو گھر ور نہیں بناتا۔''

کچھوے نے کہا: ''جناب یہ تو آپ کی سوچ

مئی کا مہینہ تھا، اتنی گرمی تھی کہ آسمان سے آگ برستی محسوس ہوتی۔ لو کے تھپیڑوں سے سبھی جانور بے حال تھے۔ جنگل میں دھول کے مرغولے بن بن کر اوپر کی طرف جاتے۔ درختوں پر پتیاں کمہلا گئی تھیں اور زمین پر تمام جھاڑ جھنکاڑ خشک ہو کر پیلا ہو گیا تھا۔ لگتا تھا جنگل کی ہر شے سوکھ رہی ہے اور پورا جنگل ایک دہکتا ہوا تنور بن گیا ہے۔ کالیہ اژدہا بھی ایک سوکھے ہوئے تالاب کی کیچڑ میں گرمی سے بچنے کے

لیے لیٹا ہوا تھا۔اس کا گرمی سے بُرا حال تھا اور وہ کیچڑ میں لت پت آنکھیں موندے پڑا تھا۔

اچانک شور سن کر آنکھیں کھولیں تو دیکھا سبھی چرند پرند کیڑے مکوڑے آگ سے بچنے کے لیے محفوظ مقامات کی طرف دوڑ رہے تھے۔سانپ انھیں دیکھ کر مسکرایا اور بولا:

''بزدل کہیں کے آگ سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں۔اگر آگ میری طرف بڑھی تو ایک پھونک میں بجھا دوں گا۔''

تالاب کی کیچڑ میں کچھوا بھی کینچوے ڈھونڈ رہا تھا۔اس نے اپنے بل کی طرف رینگتے ہوئے کالیہ کو آواز دی: ''کالیہ بھائی آؤ میرے بل میں پناہ لے لو بڑی بھیانک آگ لگی ہے۔'' کالیہ بولا: ''مجھے کسی بل میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں۔آگ میری طرف بڑھی تو میں بجھا ڈالوں گا۔تم اپنی خبر لو!''

کچھوا اپنے گہرے بل میں گھس گیا۔اس کے بنائے ہوئے بلوں میں جنگل کے بہت سارے چھوٹے جانور اور کیڑے مکوڑے گھس آئے تھے۔بل اتنے لمبے تھے کہ سبھی کو وہاں پناہ مل رہی تھی۔

آگ اتنی تیزی سے پھیل رہی تھی کہ وہ اس تالاب تک پہنچ گئی جہاں کالیہ آرام کر رہا تھا۔اسے جھاڑیوں کے جلنے اور چٹخنے کی آواز آئی۔گرم ہوا جلتی ہوئی بتیاں اور چنگاریاں اُڑ رہی تھیں اور کالیہ کو چاروں طرف دھویں کے بادل گھومتے نظر آ رہے تھے۔اس نے تالاب کی طرف بڑھتی آگ کی طرف زور سے پھونکیں مارنی شروع کر دیں،لیکن آگ تھی کہ رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ چند منٹوں میں آگ اس کے نزدیک پہنچ گئی۔تالاب سے تھوڑی دور ایک درخت تھا۔ کالیہ کیچڑ سے نکل کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک تو گھبراہٹ دوسرے کیچڑ میں چکنا ہونے کے سبب وہ پھسل کر نیچے گرا۔اس نے دوبارہ چڑھنے کی کوشش کی،لیکن تھوڑی اونچائی پر ہی پہنچا تھا کہ آگ اس درخت تک پہنچ گئی۔کالیہ کو اپنے نیچے آگ کی لپٹیں محسوس ہوئیں اور اس نے جان بچانے کے لیے درخت کو لپیٹ لیا۔تبھی درخت کی شاخوں اور پتیوں میں بھی آگ لگنے لگی۔زمین پر تو آگ کی چادر سی بچھ گئی تھی۔کالیہ نیچے کود بھی نہیں سکتا تھا۔وہ پچھتا رہا تھا کہ کاش کچھوے کی بات مان کر اس کے بل میں چلا جاتا،لیکن اپنی طاقت کے غرور میں اس نے کتنی بڑی غلطی کر ڈالی۔

تھوڑی دیر میں ہی وہ درخت بھی سلگنے لگا اور کالیہ کی پکڑ ڈھیلی ہوگئی۔وہ آگ کی لپٹوں میں گرا اور جل کر ختم ہو گیا۔اگلے روز آگ بجھی تو اس کا نام ونشان بھی نہیں بچا تھا۔وہ بھی پتوں اور جھاڑوں کے ساتھ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔جب کہ کچھوے کے بل میں پناہ لینے والے جانور اس کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

○○